سالانہ قیمت ۳ روپے

چندہ فی پرچہ ۹

نورافشان

[illegible]

[illegible]

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۰	ہفتہ وار ہر روز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے ۱۴ جولائی سنہ ۱۹۲۲ء	نمبر ۲۸

غزل فارسی

سینہ را داغدار باید کرد
سیر فصل بہار باید کرد
دل خود را بداغ ہائے الم
غیرت لالہ زار باید کرد
عمر رفت [illegible]
نالہ [illegible] باید کرد
حاصل عمر ما نشود حاصل
جان و دل [illegible] باید کرد
[illegible] استغفار
[illegible] اعتبار باید کرد
جادۂ عشق صادق [illegible]
[illegible] باید کرد
عمر دنیا [illegible]
[illegible] شمار باید کرد

ہر ایک بات جس نے مان میں شامل بھی نہ ہوں ہے زبان اُردو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

القرآن

اصل قرآن مترجم کی ہے شان عربی
ہم کو اردو نے دیا لطف لسان عربی

یوں تو کہنے سننے کو قرآن مجید کے کتنے ہی ترجمہ اردو فارسی میں ہو چکے ہیں۔ ہندوستان میں شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالقادر اور شاہ عبدالعزیز صاحبان مشہور ہیں۔ ان میں خاص مولوی عبدالقادر صاحب کا اردو ترجمہ تحت لفظی پرانی اردو میں اب تک رائج ہے۔ مسیحیوں کی طرف سے سب سے پہلا اردو ترجمہ پادری مولوی عمادالدین صاحب لاہزی ڈی ڈی نے یہ شکایت کرتے ہوئے کہ آج تک علمائے اسلام نے کوئی بامحاورہ عام فہم قرآن مجید کا ترجمہ جو متن عربی سے علیحدہ ہو اردو زبان میں شائع نہیں کیا یہ تکلیف گوارا کی اور ایک اردو ترجمہ عربی متن سے علیحدہ شائع کر کے مسلمانوں اور مسیحیوں کے ہاتھوں میں دیا۔ مگر باوجود ادعا دقیقہ اور احتیاط مزید آپ کے ترجمہ میں یہ نقص باقی رہا کہ زبان اردو جو اس ترجمہ میں استعمال کی گئی وہ کسی ایسی روحانی کتاب کے ترجمہ میں جیسی کہ قرآن مجید ہر کام میں لا سنجیدہ طبیعتوں کو گوارا نہیں ہو سکتی ہو جیسا کہ خود مسلمین مترجمین کا وطیرہ ہے۔ کہ ترجمہ کرنے والے اپنے ایمان و عقاید معروفہ کو الگ رکھتے ہوئے اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ جو کچھ اس کے دل میں ہے وہ قرآن مجید کے منہ سے کہلوائے۔ مثال کے طور پر وفات کے لفظ اور اس کے تمام مشتقات کو لیجئے۔ نہ صرف قرآن مجید بلکہ تمام عربی کتب میں اس کے معنی مرنے کے آتے ہیں مگر جب یہی لفظ جناب مسیح کی شان میں وارد ہوتا ہے تو اس سبب سے کہ ایمان اسلام چونکہ موت کے قائل نہیں پس مرنے کے مشہور معنے چھوڑ کر اور کل نعمتوں سے منان تو جو متوکل پورا ہونا ترجمہ کر دیتے ہیں۔

مگر مسیحیت کے لئے بائبل کے سوا کسی اور کتاب کی خواہ وہ قرآن مجید ہی کیوں نہ ہو قطعی ضرورت نہیں تاہم پادری صاحب مرحوم و موصوف اول سے آخر تک اسی غرض سے دستگیریاں نظر آتے ہیں۔ جا بجا اپنے طور پر حاشیہ چڑھائے ہیں۔ ان کے بعد انہیں کی تحریک سے مولوی نذیر احمد صاحب نے بھی اہل اسلام کی طرف سے ایک بامحاورہ اردو ترجمہ کرنے کی تکلیف اٹھائی۔ مگر حسب ترجمہ کے ساتھ ساتھ دینی تفسیری عبارت کی اس قدر بھرمار کر دی اور مدعا بیت نے وہ رنگ جمایا کہ ترجمہ کی غرض اور اصل مطلب فوت ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون اور مقبول سمجھے۔ جائے استاد خالیست ہم پھر اس انتظار میں بیقرار رہے کہ ع

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

اللہ جل شانہ کسی ایسے مترجم کو مبعوث کرے۔ جو قرآن مجید کا اردو زبان میں ترجمہ کرتے ہوئے اصل مفہوم مصنف قرآن کا حق ادا کر دے ہیں

الحمد للہ ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

جناب پادری ڈاکٹر احمد شاہ صاحب شائق [illegible] کے متعلق مشنری انچارج ایس پی جی مشن [illegible] الحال کان پور کو کون نہیں جانتا اور آپ کی علمی لیاقت خداداد کو کون نہیں پہچانتا۔ سچ کہا تھا کسی شاعر نے ع

ہر کسے را بہر کارے ساختند

آپ نے اس کار عظیم اور بار عظیم کو اپنے کاندھوں پر اٹھایا اور قرآن مجید کا وہ ترجمہ کر دکھایا کہ باید و شاید [illegible] اصحاب نے کبھی قرآن مجید کو نہ اس طرح کہ جس طرح حافظ صاحبان حفظ کر لیتے ہیں اور ان کو محسوس نہیں ہوتا کہ وہ کیا کہتے ہیں بلکہ اہل زبان کی مانند سوچ سمجھ کر پڑھا ہوگا ان کو معلوم ہوگا کہ اس ترجمہ میں اصل مصنف بول رہا ہے نہ کہ مترجم جس میں انسانی طبیعت کے ہاتھ کا لگاؤ پایا جاتا ہو بقول

خود مصنف کی زبان کہنے لگی داد وری ہیں
اور تصویر بھی بول اٹھی کہ استاد ہی ہیں

تاہم یہ کوشش وہاں سے ہوئی جہاں سے اس کے ہونے کی امید نہ تھی اور یہ انسان سے نہیں بلکہ خدا سے ہے ع

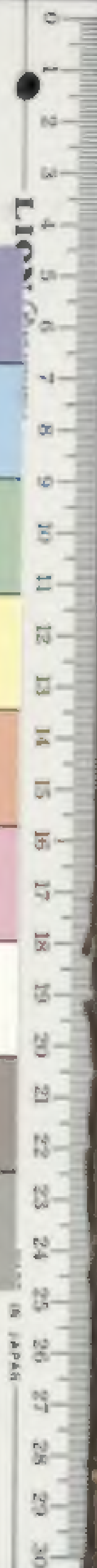
ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

کسی فارسی ذی اعتقاد شاعر نے مولانا جلال الدین رومی کی اور ان کی مثنوی کے حق میں جو اشعار ذیل موزوں کئے تھے وہ اس کے مترجم کے حق میں حرف بحرف صادق آ گئے ع

مثنوی مولوی معنوی
ہست قرآں در زبان پہلوی
من چہ گویم وصف آں عالیجناب
نیست پیغمبر و لے دارد کتاب

آپ نے اس ترجمہ میں اس امر کا واقعی حق ادا کر دیا یعنی مسیحیین معترضان انجیل کے خیالات کا جو پرانے مترجمین خواہ مسیحی خواہ مسلمین کی کورانہ تقلید کر کے اکثر بے جا اتہامات اور ناروا الزامات قرآن مجید اور جن کے وسیلہ سے یہ مقدس کلام اہل اسلام کو سونپا گیا اور جو تیئس کروڑ سے زیادہ نفوس کے باعث مدح برکات ہو رہا ہے یعنی آنحضرت صلعم پر لگایا کرتے تھے یکلخت ہی قلع قمع کر دیا۔ دنیا اسلام کو آپ کا ممنون و مشکور ہونا چاہیئے۔

یہ بات خواہ مسیحیوں کو کتنی ہی (دیکھئے صفحہ ۱۱)



نورافشاں

مطبوعہ ۱۴ جولائی ۱۹۲۲ء

ہمارے حق میں خدا کے اندیشے

ہم بڑے بڑے اور مشہور آدمیوں کے خیالات کی کیسی قدر و منزلت کرتے ہیں؟ جو لوگ علم و فضل میں افضل ہیں ان کے خیالات کے ہم کیسے عاشق ہیں۔ جو لوگ ہمیں محبت اور پیار کرنے کے مدعی ہیں ان کے خیالات ہماری نظروں میں کیسی فضیلت رکھتے ہیں؟ خصوصاً وقت کے اعلیٰ حکام کے اور بادشاہ وقت کے کسی آدمی کی بابت اچھے خیالات اس آدمی کے لئے جس کا خیال کیا جاتا ہے کیسے بیشقیمت ہیں؟ ایسے ہی ہماری بابت خدا کے خیالات بھی ہماری نظر میں قدر و قیمت کے تمام مدارج سے بلند و بالا ہیں۔

اے خدا تیرے اندیشے میرے حق میں کیا ہی قیمتی ہیں۔ ان کی کل جمع کیا ہی بڑی ہے۔ میں انہیں گنا کروں وہ تو شمار میں ریت سے زیادہ ہیں۔ جب میں جاگتا ہوں تو پھر بھی تیرے ساتھ ہوں زبور ۱۳۹-۱۷ اگر ہمیں کسی اعلیٰ اور بلند کا اشتیاق ہے۔ اگر ہم اعلیٰ و ارفع خیالات کی پہچان رکھتے ہیں۔ اگر ہم اپنے نفع نقصان کے خیالوں میں تمیز کر سکتے ہیں تو یہاں ایک ایسی چیز کے ایسے اندیشے کا ذکر ہے جو بالاتفاق دنیا کے لوگوں کی نظروں میں قابل عزت و عبادت ہے۔ اس کے اندیشوں کی بابت لکھا ہے کہ وہ بے شمار ہیں اور قیمتی ہیں۔ ان کی کل جمع بڑی ہے۔ ناظرو اپنے حق میں خدا کے ان قیمتی اندیشوں کی تلاش کرو کیونکہ یہ یقینی امر ہے کہ ہماری تمام خوشی قیمتی نہیں اندیشوں کے علم و آگاہی میں مخفی ہے پس ڈھونڈو تو پاؤ گے کے وعدے کے ساتھ خدا کے اندیشوں کو اپنے حق میں تلاش کرو۔

ہندوستان کی مردم شماری

مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۲۱ء میں جو مردم شماری ہوئی تھی اس کا نتیجہ حسب ذیل ہے۔ ہندوستان کی کل آبادی ۳۱۸۹۴۲۴۸۰ کل ہے۔ اس میں سے ۱۶۳۹۹۵۵۵۴ آبادی ذکور کی ہے اور ۱۵۴۹۴۶۹۲۶ مستورات آبادی ہے جس میں ۳۸۷۶۰۵۴ جانوں کی دس سال میں بیشی ہوئی ہے اور ۱۰۲ فیصدی ترقی ہوئی ہے۔

مذہب کے اعتبار سے مردم شماری کا نتیجہ حسب ذیل نکلا ہے۔

ہندو مذہب کے معتقد ۲۱۶۷۳۴۵۸۶ ہیں
محمدی مذہب کے معتقد ۶۸۷۳۵۲۳۳ ہیں
بدھ مذہب کے ۱۱۵۷۱۲۶۸ ماننے والے ہیں۔
مسیحی مذہب کے ۴۷۵۴۰۶۴ معتقد ہیں۔ اس میں سے ۲۴۶۴۰۶۵ مرد اور ۲۲۹۰۱۲۰ عورتیں ہیں۔
جینی ۱۱۷۸۵۹۶ ہیں۔
پارسی ۱۰۱۷۷۸ ہیں
یہودی ۲۱۷۷۸ ہیں
ارواح کو ماننے والے ۹۷۷۴۶۱۱ ہیں۔
دوئی دستورات مذاہب کے معتقد ۱۸۰۰۴ ہیں

مسٹر گاندھی کو زبردستی عیسائی بنانا

جناب پادری واعظ صاحب نے نورافشاں مطبوعہ ۲ جون ۱۹۲۲ء میں مہاتما گاندھی جی کو مسیحی قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں میں تو مہاتما گاندھی کو مسیحی کہتا ہوں۔ جب میں نے ان سے گفتگو کی تو مجھے مسیحی معلوم ہوا۔ اخبار بندے ماترم میں کسی مسیحی نے مہاتما جی کو مثل مسیح کہا ہے۔ پادری صاحب نے ان کو مسیحی کہا ہے اور بندے ماترم اخبار مہاتما کو مثل مسیح کہتے ہیں۔ نوٹ جناب پادری صاحب نے اپنے قول کے ثبوت میں جو دلائل پیش کئے ہیں ان پر سرسری نظر ڈالنا چاہتا ہوں۔

اول مسیح خداوند کا فرمودہ ہے جو میرا مخالف نہیں وہ میرے ساتھ ہے۔ اگر اس کے یہی معنی ہیں کہ جو مسیح کی مخالفت کرے وہ مسیحی ہے تو محمد صاحب اور کل مسلمان اور یہ جمہور سماجی سب مسیحی ہیں۔ خداوند نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو میرے ساتھ جمع نہیں کرتا ہے سو بکھراتا ہے۔ شاگردوں نے بعض لوگوں کو معجزے کرتے دیکھا تو خداوند سے آکر کہا کہ وہ لوگ تیرے نام سے دیووں کو نکالتے ہیں مگر ہمارے ساتھ تیری پیروی نہیں کرتے۔ اس لئے ہم نے ان کو منع کیا۔ اس پر خداوند نے فرمایا کہ انکو منع مت کرو جو میرا مخالف نہیں وہ میرے ساتھ ہے۔ اگر مہاتما جی بھی مسیح کے نام سے دیووں کو نکالتے ہیں تو ہم ان کو بھی ان میں گنتے ورنہ نہیں۔

دوم۔ پولوس رسول کا فرمان "مگر نامختون شریعت کے حکموں پر عمل کرے تو کیا اس کی نامختونی ختنہ کے برابر گنی نہ جائیگی"؟ اور ہم عرض کرتے ہیں کہ ضرور گنی جانی چاہئے۔ لیکن اس صورت میں نامختون نامختون نہ رہیگا۔ کیونکہ وہ شریعت کے حکموں پر عمل کرتا ہے اور ختنہ کرانا شریعت کا حکم ہے جس پر کہ اس نے عمل کیا ہے۔ جس حال کہ شریعت کے حکموں پر عمل کیا ہے تو ختنہ بھی کروایا ہے اور جس حال کہ ختنہ بھی کروایا ہے تو وہ پھر مختون ہے ورنہ کہ غیر مختون۔ لہذا رسول کا منطق تو صحیح ہے۔ مگر آپ نے جو اس سے اپنا دل پسند نتیجہ نکالا ہے وہ غلط ہے۔

پولوس رسول شریعت کا عامل ٹھہرا سکتا ہے

خداوند یا کتاب خیال کرتے ہیں اور اپنے سند نکالتے ہیں کہ بغیر بپتسمہ اور عشاء ربانی لینے کے لوگ عیسائی ہو سکتے جیسا عدد دیوں ۱۳ ۱۲ ۲۰ ۳ ان آیتوں میں جن کا مقبول حصّہ بہت زیادہ اور بشریت کو قائم رکھنے کا بیان کرتے ہیں۔ پس آپ کیوں عیسائی ہونے کے لئے بپتسمہ اور عشاء ربانی کو غیر ضروری قرار دیتے ہیں؟

یسوع خداوند کا حکم ہے کہ تم جاکر سب قوموں کو شاگرد کرو اور انہیں باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو اور عشاء ربانی کی بابت تم میری موت کی یادگاری کے لئے یہ کیا کرو۔ پس جس حال کہ خداوند مسیح اور اس کے مبارک رسولوں نے بپتسمہ اور عشاء ربانی لینے کا حکم دیا ہے تو آپ ان کو کس مصلحت کی خاطر الگ کر سکتے ہیں۔

سوم۔ فرض کیجئے ہر شخص سے جن کی طرح والوں کو مسیحی مانتے ہیں تو کیا ہوا جو اس غلطی سے آپ کی غلطی کا جواب ہی کہ بغیر بپتسمہ اور عشاء ربانی کے مسیحی ماننا درست ہو جاتی ہے۔ شاید کوئی ایسا قاعدہ آپ کو معلوم ہوگا جس کی رو سے دو غلطیاں مل کر ایک صحیح جواب ہو۔ مگر ہم کو تو یہی معلوم ہے کہ کس کو ذیل غلطی کہتے ہیں اور آپ جیسے بزرگ کا حق نہیں ہے کہ ہم سے ذیل غلطی کروائیں۔

سالویشن آرمی والوں کو اس لئے مسیحی مانا جاتا ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو مسیحی قرار دیتے ہیں اور علاوہ ازیں اپنے آپ کو دیگر مسیحیوں کے ساتھ شامل کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ بھی ملک میں کہیں مسیحیوں کا کوئی جلسہ ایسا نہیں ہوتا ہے کہ جس میں سالویشن آرمی والے شریک نہ ہوں۔ اگر مہاتما جی سالویشن آرمی والوں ہی کی طرح ہوتے تو ہم ان کو بھی مسیحی مان لیتے۔

پہلوان نی پرند و مرغان می پراشتہ

چہارم۔ آپ فرماتے ہیں۔ جس حال کہ اس کا (گاندھی جی کا) چلن اُس کی زندگی اصل مسیحی زندگی ہے تو کیوں نہ اُس کو مسیحی مانا جائے۔ مہاتما گاندھی کو اگر مسیحی مان لیا جائے تو آپ کے مذہب پر کونسا دھبہ لگتا ہے؟ بزرگ پادری صاحب کی خدمت میں اتنا ہی عرض کردینا کافی ہے کہ مہاتما جی کو اس لئے عیسائی نہ مانا چاہئے کہ وہ خود اپنے آپ کو سناتن دھرمی اور کٹر سناتن دھرمی قرار دیتے ہیں۔ ہمیں اندیشہ معلوم ہوتا ہے کہ کہیں پادری صاحب پر زبردستی عیسائی کر لینے کا مقدمہ عدالت میں دائر نہ کر دیا جائے۔

مسیحی زندگی سے مراد ہے خدا کا جلال ظاہر کرنا اور اپنی زندگی کو اُس مرضی کے پورا کرنے اور اُس کی خدمت میں بسر کرنا۔ خاص کر انجیل جلیل کی پیروی کرنا اور اُس کی اشاعت میں زندگی خرچ کرنا ہی مسیحی زندگی ہے اور ہم مانتے ہیں کہ واعظ صاحب سے مسیحی زندگی کے معنی پوشیدہ نہیں ہیں۔ مگر کسی دباؤ یا جانب کی وجہ سے پادری صاحب انجان بن رہے ہیں۔ چنانچہ آپ اس دباؤ یا جانب کو یوں ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ ایڈیٹر صاحب آپ زبردستی ہم کو بلواتے ہیں ہم نے کوشش کی کہ خاموش رہیں۔ مگر آپ ہم کو رہنے نہیں دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ایک غیر عیسائی کو عیسائی قرار دے رہے ہیں"۔ "مرنے تک ایماندار رہ تو میں تجھے زندگی کا تاج دوں گا"۔

میں مہاتما گاندھی جی کو عزت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ لیکن ان کو مسیح یا مثل مسیح یا ایک اعلیٰ درجہ کا عیسائی بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ بلکہ موجودہ تحریک میں میں ماڈریٹ پارٹی کا ہمدرد ہوں بلکہ اس دن کے دیکھنے کا آرزومند ہوں کہ مسیحی کلیسیا سرکار انگلشیہ اور ہندوستانی قوم کے درمیان موجودہ تحریک کی بابت ایک ملاپ ڈالنے والی کڑی کا کام دے۔ خواہ ہندوستانی عیسائیوں کو ایسے کار عظیم کا درجہ عطا کرے۔

بھکاری لعل از فتح گڑھ

میرے تین نوٹ

لالہ رام پرشاد۔ لکشمی کو تینوں بیٹیوں سے زیادہ پیار کرتے تھے۔ ان سب بچوں سے چھوٹی لاڈلی کی ایک بیٹی تھی۔ جس روز پیدا ہوئی تھی رام پرشاد کو اپنے بے اولاد دشمن چچا کی جائداد ملی۔ بیٹی کی پیدائش کو نیک شگون سمجھ کر لکشمی نام رکھا۔

لکشمی دولت کی دیوی تھی۔ جوں جوں عمر و قد میں بڑھتی تھی۔ باپ کا گھر مال و دولت سے بھرا جاتا تھا۔ چھ برس کی ہوئی تو رام پرشاد نے قریب ہی کنیا پاٹھ شالا میں بھیجا۔ لکشمی کے بھائی ہائی سکول میں پڑھتے تھے۔ مگر کسی کو اس کے برابر جیب خرچ نہیں ملتا تھا۔ رام پرشاد جانتا تھا کہ لکشمی خرچ نہیں کرتی جمع کرتی ہے۔ اس کی پیدائش خوش تھی۔ زر و دولت باپ کے نقش قدم پر چلتی تھی۔

اس کا منجھلا بھائی دیو دیال بڑا چٹورا تھا۔ جو کچھ ملتا خرچ کر ڈالتا۔ جو چیز جیب پر آتی جھٹ کر جاتا۔ رام پرشاد اُسے جیب خرچ دیتا تھا۔ مگر دیو دیال اپنا خرچ نکال لیتا تھا۔ لکشمی سے دو چار پیسے لے لیتا تھا اور جب وہ انکار کرتی چھین لیا کرتا تھا۔ لکشمی نے کئی بار باپ سے شکایت کی۔ مگر دیو دیال ماں کا لاڈلا تھا۔ رام پرشاد کی خفگی زنانہ دخل سے بچ جاتی تھی۔ باپ کی صلاح سے لکشمی نے ایک روپے کی ڈبیہ خرید لی تا کہ اپنے پیسے اُس میں رکھا کرے۔ ڈبیہ کا بڑا تالا باپ نے دے دیا۔ لکشمی خیال کرتی تھی کہ اب میرا مال محفوظ رہیگا۔ دیو دیال نے چند ہی دنوں میں ایک پرانی کنجی لگا کر تالا کھول لیا اور

بچارہ گلشن کو حفاظتِ مال کے لئے کوئی اور تجویز سوچنی پڑی ۔

اپنے مقصد کو پانے کے لئے انسان طرح طرح کی صورتیں نکالتا ۔ تدبیریں کرتا اور تجویزیں سوچتا ہے ۔ گلشن نے گھر میں ایسا سیونگ بینک بنایا تھا ۔ جہاں چور اور ڈاکوؤں کو بھی دھوکہ ہو ۔ وہ اپنا مال کبھی جوتی میں ۔ بچھے ہوئے کپڑوں کے نیچے یا کسی ایسی جگہ میں رکھتی تھی جہاں کسی کمال کا گمان نہ ہو ۔ گھر کے کسی بھی کو خبر نہ تھی ۔ دیوپال نے ناکام کوشش کی کہ پیسوں کا پتہ لگائے ۔

اپنے جیب سے پن میں دیوپال سے بے تحاشا خیال کرلی تھی ۔ جب بہن کے پیسے دستبرس سے باہر ہوگئے تو چھوٹے بھائی رام لعل کی تھیلی پر ہاتھ صاف کرنے لگا ۔ موقعہ پاکر اس کے پیسے بھی اڑا لیتا تھا ۔

گلشن پیسہ پیسہ جمع کرتی تھی ۔ پیسوں کے آنے اور آنوں کے روپے بنالی ۔ نوٹ کو سکے پر ترجیح دیتی تھی شاید کاغذ چھپانے میں آسانی ہوتی تھی ۔ دو سال کے اندر اس کے پاس دس دس روپے کے تین نوٹ جمع ہوگئے ۔ اپنے دستور کے موافق ان کو ایک میلے رومال میں باندھ کر ایک گوشے میں چیتھڑوں کے نیچے رکھ دیا اور جی میں کہا تم میں ایک مہینے تک ان کو نہ چھوؤنگی ۔

گلشن ہی ان تاروں کو سب کمروں کو صاف کیا کرتی تھی چونکہ بسنت پنچمی آئندہ جمعہ کو تھی ۔ معمول کے خلاف اس نے بدھ وار کو ہی جھاڑ پونچھ شروع کردی ۔ کمرے کوڑا کرکٹ سے صاف کئے اور ردی کاغذات وغیرہ وغیرہ جلا دیئے ۔ گلشن دوپہر کو اسکول سے آئی ۔ گھر کی صفائی دیکھکر ایک نامحسوس ڈر دل پر چھانے لگا ۔ جزدان میز پر رکھ جھٹ اس کمرے میں گئی جہاں نوٹ رکھے تھے ۔ کوڑا کھلا تھا ۔ گرد صاف نظر آیا ۔ کوئی دھجی یا میلا کپڑا موجود نہ تھا ۔ دیکھتے ہی رنگ زرد پڑ گیا ۔ ہونٹ خشک ہو گئے ۔ جسم کی مانند بے حرکت کھڑی ہوگئی ۔ دیوپال اس روز خوش ہونے سے پہلے گھبرا گیا تھا ۔ بہن کو بہکا کر دوڑ گیا اور دوڑ کر ماں کو خبر دی جو باورچی خانہ میں برتن ترتیب سے چن رہی تھی اس دوڑ کر گلشن کے پاس آئی ۔ گلشن بے ہوش فرش پر پڑی تھی چھینٹا کیا منہ میں پانی چوایا ۔ اٹھا کر پلنگ پر لٹایا اور دہلانے سے جھک کر دیکھا چھلنے لگی ۔ آنکھوں سے آنسو بہاتی تھی اور جی میں کہتی تھی ۔ ہائے میری بیٹی کو کیا ہو گیا ۔ میری خوبصورت لڑکی کو بھوت نے دبا لیا ہے دیوپال ہراساں ماں کے پاس کھڑا تھا ۔ کبھی روتی ماں کو دیکھتا تھا اور کبھی بہن کے زرد و سکون چہرہ پر تفکر انا تھا ۔ چند منٹوں کے بعد گلشن کو ہوش آیا ۔ اس نے آنکھ کھولی اور اپنی ماں کو کہا ۔ بیٹھو بہ دو امی پانی ! دیوپال نے پانی دیا اور گلشن پی کر پھر لیٹ گئی ۔

اس کا باپ گھر آیا تھا دروازے پر دستک آرہی تھی ماں نے دیوپال کے کان میں کچھ کہا اور وہ کمرے سے باہر دوڑ گیا اور پھر دو منٹ کے بعد باپ اور بیٹا دونوں کمرہ میں داخل ہوئے ۔ بابو رام پرشاد نے لڑکی کا ہاتھ پکڑا ۔ پیار کیا ۔ ماتھا چوما اور محبت بھرے لہجہ میں پوچھا " گلشن میری بیٹی کیا ہوا " ماں زار زار اشک بہا رہی تھی ۔ اور دیوپال حیران دبکا ہوا پاس کھڑا تھا گلشن نے آنکھ اٹھا کر دیوپال کی طرف دیکھا اور بہ یک آواز نے کہا ۔ " میرے تین نوٹ " ۔

باپ بیٹی کی زرد روشنی دیکھی کی تو حسرت زدہ چہرے سے بن سے واقف تھا ۔ خیال کیا کہ گلشن کا جمع کیا ہوا مال دیوپال کے ہاتھ لگ گیا ہے ۔ وہ دیوپال کی طرف جھک کر کہنے لگے ۔ بیٹا ! اس کے تین نوٹ دیدو ۔ دیوپال کانپ رہا تھا ۔ اور زبان بند تھی ۔ کچھ جواب نہ دیا ۔ جب ماں نے نوٹوں کا ذکر سنا تو اس کو کچھ تسلی ہوئی بیٹی کے منہ کے پاس دہانہ لاکر بولی " بچہ ! کیسے نوٹ ! کہاں رکھے تھے ؟ گلشن نے اپنے پوشیدہ خزانہ کی کہانی سنائی ۔ بابو رام پرشاد دلچسپی سے سن رہے تھے ۔ گھروالی نے سر پر ہاتھ مارا اور چلائی وہ نوٹ میں نے جلا دیئے ہیں " ۔

جلال الدین انصوری

قید میں تھا تم میرے پاس آئے

مخدوم من ایڈیٹر نور افشاں ۔ ایک چھوٹا سا مضمون بعنوان ابو جہو حمان کے نور افشاں میں آپ نکال چکے ہیں اس کے لئے شکر گذار ہوں ۔ جولائی کے نور افشاں میں پادری جے مکیین صاحب نے اس پر جو تردیدی مضمون لکھا ہے وہ بھی نظر سے گذرا ۔ آپ کے زندہ از مطلب اور خارج از بحث بیان کی تردید کرنا ہم پر بھی واجب ٹھہرا ۔ لہذا اپیل کی گذارش رفع ابہام اعلاء کی غرض سے نور افشاں میں ذیل مضمون لکھی ۔

پادری صاحب کے بیان کا خلاصہ

کہ ہم نے صرفی ذکر کا استعمال درست نہیں کیا ہے جن لوگوں پر کلام آئی کے متعلق ذکر کا جو بیان کیا ہے وہ مسیحی نہیں ہیں ۔ دشمن طرف والوں میں ہیں ۔ ایسے مبارک لوگوں میں شامل نہیں ہیں اور بھائیوں میں شامل نہیں ہیں وغیرہ ایسے لوگوں کے مصاحب کو ظاہر کرنے کے لئے آیت مذکورہ کا استعمال کرنا ناجائز ہے ۔

پھر آپ عدم تعاونی اصحاب کو غیر مسیحی سمجھ کر اس بات پر زور دیتے ہیں کہ عدم تعاونیوں کی مصیبتیں ہرگز یسوع مسیح کی مصیبتیں نہیں ہیں ۔ نہ ان کے دکھ مسیح کے دکھ ہیں ۔ لہذا آپ کے خیال کے موافق عدم تعاونی قیدیوں کے ساتھ ہندوستان کے جیلخانوں میں مسیح بھی قید نہیں ۔ کیونکہ عدم تعاون

مسیحی نہیں ہیں

ان دو حجتوں سے صاحب موصوف اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ کلیسیائے ہند کو غیر مسیحی ہندوستان کی مصیبت میں خدمت کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ راقم نے گویا غیر مسیحی ہند کی خدمت کے لئے کلیسیا کو مدعو کرکے سخت غلطی کی ہے جس کی پادری صاحب اصلاح پیش کر چکے ہیں۔

۷ قدم رکھ دیا ہے کلیجہ نکال کے

ہمارا جواب

جن اصحاب نے ہمارے پچھلے مضمون کو دیکھا ہے وہ فوراً کہہ چکے کہ وہ تفسیر کے خیال سے لکھا نہیں گیا تھا۔ پھر چونکہ اب پادری صاحب خود تفسیر کر چکے ہیں۔ ہم اپنی تفسیر پیش کرنے کی ضرورت نہیں دیکھتے پادری صاحب کی تفسیر قبول کر لیتے ہیں ہمیں آپ کی تفسیر کی صحت قبول کرکے آپ سے کچھ دریافت کرنے کا حق حاصل ہو چکا ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ متی ۲۵: ۳۱-۴۶ کا بیان ہماری دنیا میں وقوع پذیر ہو چکا ہے۔ کیا تمام قوموں کی عدالت ہو چکی ہے۔ کیا بھیڑیں بکریوں سے جدا ہو چکی ہیں۔ کیا راستباز ہمیشہ کی زندگی میں داخل ہو چکے اور کیا بکریاں اپنے انجام کو پہنچ چکی ہیں؟ ان سوالات کا جواب اثبات میں نہیں دیا جا سکتا۔ پھر ہم پوچھتے ہیں کہ پادری میکلین صاحب قبل از وقت یہ تفسیر کا کام کیوں کرنے لگے؟

پھر آپ کی تقسیم کو بھی غور سے دیکھو۔ آپ فرماتے ہیں کہ ان میں ایک قسم کے وہ لوگ ہونگے جو اس کے ماننے والے مسیحی ہونگے۔ اور دوسری جانب وہ لوگ ہونگے جو اس کے ماننے والے ہوں تو ہوں پر خداوند مسیح کی محبت کی شریعت کے نافرمان ہونگے اور دیگر قوم کے لوگ بھی ہوں جو اس کو نہیں مانتے۔۔۔۔ پس سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس کے دہنی طرف ان کو ابھی غیر مسیحی بھی ہونگے جن کے لئے راقم مضمون کے خیال میں خداوند مسیح قید میں گرفتار ہوا؟

ہم نہیں سمجھتے کہ پادری صاحب نے خود تقسیم کرکے کون سی ہماری مشکل حل فرمادی۔ جبکہ بائیں طرف والوں میں نام کے مسیحی اور غیر مسیحی شامل ہیں۔ اور بالفعل نام کے مسیحی اور کلام کے مسیحی اور غیر مسیحی بغیر علیحدگی دنیا میں رہتے ہیں اور ان میں نان کوآپریٹر بھی شامل ہیں۔ تو اگر ہم نے اس مجموعہ کے ایک جزو پر یہ "قید میں تھا تم میرے پاس نہ آئے" کی سرخی چسپاں کر دی تو کیا گناہ کر دیا؟ آخر عدم تعاون میں ہنوز مسیحی اور غیر مسیحی اور مسیحی ہونے والے سب رہے ہیں۔ آپ کی تقسیم سے ان میں تفریق نہیں ہو گئی سوائے عدم تعاونیوں کے قید خانے آنے کا مسئلہ۔ ان کی بابت یہ عرض ہے کہ ان میں محبت کی شریعت رواج پا رہی ہے اور مسیحیوں سے یہ رواج دور ہوتا جاتا ہے۔ لہٰذا امید کی جاتی ہے کہ بروقت تقسیم ان میں کچھ لوگ ضرور خداوند کے دہنے ہونگے آپ یہ بھی دیکھیں کہ خداوند یسوع مسیح نے "قید میں تھا تم میرے پاس نہ آئے" کا جملہ بروقت تقسیم بائیں طرف والوں سے فرمایا ہے اور ان پر شکوہ کیا ہے کہ کسی وقت میں قید میں تھا تو اس وقت تم میرے پاس نہیں آئے اور اس وقت یسوع مسیح اپنی قید کے جس زمانہ کی دلالت کریگا اس زمانہ کا ایک حصہ ہندوستان کا ۱۹۲۲ء بھی ہوگا۔

زمانہ حاضرہ میں یسوع مسیح ضرور قید ہے

اس زمانہ میں گیہوں اور کڑوے دانے اکٹھے آگئے اور پرورش پاتے ہیں۔ کھیت کے مالک کی اجازت نہیں کہ قبل از وقت کڑوے دانوں کو اکھیڑا جائے۔ اس زمانے میں سچائی و صداقت کے فرزند جیلوں میں ایسے ہی قید ہیں جیسے زمانہ ماضی میں قید تھے ان میں محبت کی شریعت ماننے والے عدم تعاونی بھی شمار کئے جا سکتے ہیں۔ پس آپ زمانہ حاضرہ میں یسوع مسیح کو ستائے ہوئے آپ کی دہنے طرف سرفراز دیکھ سکتے پر نہیں اسے ہند کے جیلخانوں سے آزادی نہیں دلا سکتے۔

عالم دینی اور غیر دینی کی ساری چیزیں اس سے اور اس کے لئے پیدا ہوئیں۔ وہ خود جہان کا تو ہو کر آیا دو جہان سے آپ کی محبت کا ثبوت ہو کر ظاہر ہوا۔ اہل ہند عموماً اور عدم تعاونی خصوصاً اہل جہان ہیں۔ عجب ہے کہ اہل ہند کے مصائب سے یسوع مسیح کو ہمدردی نہیں۔ وہ اگنیس گرو ہند کی جیل کی بیڑیوں کو توڑنے نہیں آیا وہ رومی حکومت کے مخالفوں کو صلیب پر قتل دلوا سکتا تھا مگر ہندوستان کے عدم تعاونی قیدیوں سے ہمدرد نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ گورنمنٹ ہند کے مخالف ہیں۔ یسوع مسیح کی عدم ہمدردی کی یہ صفت ہماری دلیل ہے۔ اگر یسوع مسیح انہیں سے ہمدرد ہو سکتا ہے جو گورنمنٹ کے دوست ہیں جن کا دین و ایمان تعزیرات ہند اور ضابطہ دیوانی اور فوجداری پر ہی ہے اور یہی ان کی بائبل ہے تو واقعی ہم نے یسوع مسیح کو جیلخانوں میں قید کرکے سخت قصور کیا ہے۔ پر آپ کو یہ بھی معلوم ہو کہ ہم انجیل یسوع مسیح کا ذکر کر رہے ہیں جس کے شاگرد حکومت کے ہاتھوں فوراً قید بھگتنے آئے اور اب بھی بھگت رہے ہیں۔

عدم تعاونی ہمارے مخدوم ہونے کے لائق ہیں

جو عدم تعاونی صاحبان کی مسیحیت یا عدم مسیحیت کا ذکر



نہیں کرتے۔ نہ عدم تعاون صاحبان کے گورنمنٹ درست یا دشمن ہونے کا ذکر کرتے ہیں پر ہمیں ایک بات کہنے میں تامل نہیں ہے کہ عدم تعاون لاریب ہند کی مسیحی حکومت کا پھل ہیں۔ وہ مسیحی حکومت کے ایسے ہی بچے ہیں جیسے ہونے چاہئے تھے۔ ان کا وجود اور ان کا کیرکٹر اس بات کا شاہد ہے کہ وہ کیسی پرشان حکومت کے فرزند ہیں۔ وہ حکومت کیسی فراخ دل ہے جو انہیں عدم تعاون بننے کا موقعہ و مہلت دیتی آئی اور اب دے رہی ہے۔ گو ان کا حکومت کے ساتھ تعلق ہے۔ مگر اس پر بھی ان میں کئی ایک افراد ہیں جو مسیحی حکومت کے لئے باعث فخر ہیں۔ دنیا میں آج اُن کا ثانی تلاش کرنا مشکل ہے۔ ان میں سے ایک مسٹر گاندھی ہیں۔

اس بات کو ماننے کے لئے ہر ایک منصف تیار ہوگا کہ ہند کے حالات حاضرہ میں کہ عدم تعاون یا جیسا اس کو ہند کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ مغربی سوسائٹیوں کے بیچ پیدا ہوکر وہ ہیں وہ ہندوستان میں انجیل دانے جس میں ظالم سے مقابلہ نہ کرنے کی تعلیم آئی ہے۔ عدم مزاحمت کی تعلیم آتی ہے۔ عدم تشدد و عدم تعاون کی تعلیم آئی ہے۔ یہ ہی ان معانی کی جیہ اسی کو جنرل اسمبلی تک نے مغربی محنتوں کا نتیجہ تسلیم کیا ہے۔ پس آپ جو عدم تعاون اصحاب کو خدا کے سب سے بڑے گناہگار سمجھے ہوئے ہیں غلطی پر ہیں وہ ہند کی مسیحی گورنمنٹ اور مغربی مسیحیت کے بچے ہیں۔ ان میں مسیحیت کا رنگ زیادہ ظاہر ہے۔ ان کا گورنمنٹ سے مخالفت یا عدم مخالفت حکومت ہی کی کھیتی ہے۔ اور ہم بھی کہہ سکتے ہیں اگر سمجھنے کی کوشش کریں پس آپ کا حکومت کے عدم تعاون اصحاب سے ہمدردی کرنا خلاف حکومت فعل تصور کرنا حکومت سے بھی دس قدم آگے بڑھنا ہے جو آپ کے عہدے کے آدمی کو نہیں سجتا۔

عدم تعاون اصحاب کا مخدوم حق ایک اور بات پر منحصر ہے وہ بات اُن کی بابت لوگوں کی گواہی ہے۔ اس سے یہ حقیقت روشن ہوجائیگی کہ ان کی کوششیں مسیحی ہونے کی ہیں وہ جس راہ پر چل رہے ہیں وہ راستہ یسوع مسیحیت کی طرف جاتا ہے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ذیل کے اوصاف و خیال کے آدمی مسیحی نہ ہونگے وہ ہر وقت تقسیم بائیں طرف کی بکریوں میں شامل ہونگے برائے نمونہ ایک دو عدم تعاون اصحاب کی بابت چند مثالیں ذیل میں درج کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں :-

ہم کہہ چکے ہیں کہ عدم تعاون اصحاب میں بہت لوگ مسیحی اصولوں کو ماننے کی کوشش کرتے ہوئے مسیحیوں سے آگے بڑھ گئے ہیں اور بہت لوگ مسیحی ہونے کو تیار ہیں۔

بندے ماترم عدم تعاون اصحاب کا مستند پرچہ ہے وہ لکھتا ہے کہ ہم نے گاندھی کو دیکھ کر مسیح پر یقین کیا ہے۔ (بندے ماترم مطبوعہ ۵ مئی ۱۹۲۲ء)

پنجاب کا پہلا قوم پرست اخبار زمیندار ہے۔ جو ایک مسلم پرچہ ہے وہ لکھتا ہے کہ ہمارا یقین ہے حقیقت ہے کہ مہاتما ہندوستان کی بجائے اگر کسی اور ملک میں پیدا ہوتے تو حکومتیں ان کے قدموں پر نثار ہونا اپنا فخر سمجھتیں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ گاندھی نے ہندوستان کے ۳۲ کروڑ فرزندوں کو عدم تشدد کی تعلیم دی ہے اور سکھایا ہے کہ جو شخص تمہارے ایک گال پر طمانچہ لگائے تو دوسرا گال بھی اس کے سامنے کردو مسیح کے نام نہاد پیرو ۱۹ سو سال تک مشق کرنے کے باوجود اس کی تعلیم پر کاربند ہوسکے لیکن گاندھی کی ایک آواز نے ہندوستان میں اس تعلیم کے عمل کی روح پھونک دی (بندے ماترم مطبوعہ یکم جولائی ۱۹۲۲ء)

عیسائی دنیا میں مشہور و معروف ایک ہندوستانی عیسائی صاحب کا بیان ہے کہ مہاتما گاندھی اب سے کچھ سال پیشتر عیسائی دھرم کے زبردست سکالر تھے۔ انہوں نے اخبار سٹیٹسمین کو ایک چٹھی لکھی ہے جس میں وہ رقمطراز ہیں کہ ہم دونوں افریقہ میں اکٹھے رہے ہیں ہمارے خیال اور کیا اور وہاں سے ہندوستان میں واپسی کے دنوں میں مہاتما گاندھی میرے ساتھ بلاناغہ نئے عہدنامہ کا مطالعہ کرتے تھے اور جب کبھی وہ میرے گھر پر آتے وہ بڑی خوشی سے انجیل پڑھتے اور عبادت میں شریک ہوتے۔ (بندے ماترم)

اس کے سوا انڈین سوشل ریفارمر لکھتا ہے کہ یہ بات بغیر مبالغہ کے کہی جاسکتی ہے کہ جو کام مشنری اپنے تمام سرمایہ اور انسانی قوت کیساتھ ایک سو برس کے اندر نہیں کرسکے تھے وہ کام مہاتما گاندھی کے تھوڑے عرصہ کے جیل نشین ہونے نے تمام ہند میں کر دکھایا۔ آپ نے ہندوستان کے چہرے کو مصلوب مسیح کی صلیب کی طرف پھیر دیا۔ ہندوستان نے مہاتما گاندھی کی راہنمائی کا معقول جواب دیا ہے لو ہم جانتے ہیں کہ ہندوستان اپنے روحانی پیشوا یسوع مسیح کی پیشوائی کا معقولیت کے ساتھ جواب دیگا۔ (دی انڈین ڈیلی نیوز مطبوعہ ۱۳ جون ۱۹۲۲ء)

[illegible] ہند مطبوعہ ۳۰ جون ۱۹۲۲ء کے پرچہ میں [illegible] نے ینگ انڈیا سے مسٹر محمد علی کی چٹھی کو جو انہوں نے مسٹر سی۔ ایف۔ اینڈریوز کو لکھی تھی نقل کیا ہے۔ مسٹر محمد علی نے اس میں ظاہر کیا ہے کہ میں جیل میں بائبل کی تلاوت کر رہا ہوں اور مسٹر اینڈریوز سے امداد کی درخواست کی ہے۔

انڈین سٹینڈرڈ بابت ۱۵ اپریل ۱۹۲۲ء میں آیا ہے کہ مسٹر گاندھی نے اپنے مسیحی کیرکٹر کو کبھی نہیں چھپایا صفحہ ۱۰

اس قسم کی اور گواہیاں دی جاسکتی ہیں جن سے یہ حقیقت ظاہر ہوجاتی ہے کہ عدم تعاون گو مسیحی

نہیں ہیں پردہ ہندوستانی کلیسیا اور اس کے علما کے مخدوم ہونے کے لائق ہیں وہ مسیحی ہونے کی کوشش میں ہیں۔ وہ مسیحی اصولوں پر چلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بلکہ مسیحی اصولوں پر چلتے ہوئے جیلخانوں میں گئے ہیں۔ ان میں صرف غیر مسیحی ہی نہیں ہیں بلکہ مسیحی بھی قید ہیں۔ مسٹر جارج جوزف مسیحی ہے۔ مسٹر فضل الدین مسیحی ہے۔ مسٹر ایس۔ ای سٹوکس جو گذشتہ سال جیل سے رہا ہوئے ہیں مسیحی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اگر ہندوستان کے جیلخانوں میں آج کے دن ایک مسیحی بھی قید ہے تو یقیناً ہند کے جیلخانوں میں مسیح قید ثابت ہوا۔ مگر حالات زیادہ کے قید ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ پس پادری صاحب اور آپ کی کلیسیا اور اس کے علما کا یہ حق ہے کہ وہ خدمت کے لئے نکلے۔

حقیقی مسیحی

خداوند نے حقیقی مسیحی کی تعریف میں فرمایا ہے کہ نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوگا بلکہ وہی جو میرے باپ کی مرضی پر چلتا ہے۔ اب ایک طرف تو مسٹر گاندھی وغیرہ جیسے لوگ ہیں جو جیلخانوں میں قید ہیں۔ دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو یسوع مسیح کو خداوند خداوند کہتے ہیں۔ پس ان میں سے کون سے لوگ حقیقی مسیحی معلوم ہوتے ہیں۔ اس کا آپ فیصلہ فرمائیں۔

پادری صاحب کی آخری مشکل

پادری صاحب فرماتے ہیں کہ ایک طرف آپ گورنمنٹ کے وفادار ہیں۔ بالکل سچ ہے۔ دوسری طرف سرکار کے مخالفوں سے اپنی ہمدردی کا اظہار یہاں تک بڑھاتے ہیں کہ خداوند مسیح کو بھی ان کی ہمدردی میں گورنمنٹ کے سپاہی کے ہاتھ سے کھینچ کر جیلخانوں میں ڈال دیتے۔ کیا یہ دونوں باتیں ایک دوسری کی ضد نہیں؟

پادری صاحب سے آخری عرض یہ ہے کہ یہ ہرگز ضد نہیں ہیں۔ اگر ہم گورنمنٹ کے وفادار ہو کر یہ کہتے کہ ہم لوگ گورنمنٹ کے وفادار نہیں ہیں تو یہ ضد ہوتی۔ مگر ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ہم گورنمنٹ کے وفادار ہو کر بقول آپ کے گورنمنٹ کے مخالفوں سے ہمدردی کریں۔ اس کو ضد قرار دینے والا کوئی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ خداوند کا مطالبہ زیر بحث ہی گورنمنٹ کے مخالفوں سے ہمدردی کرنے کا ہے۔ اب فرمایئے کہ ہماری گذارش معقول ہے یا نہیں؟

ہری داسی

گذشتہ سے پیوستہ

ہرنند کچھ دیر تک اپنے دل میں سوچتا رہا۔ پھر اٹھ کر ہری داسی کے پاس جاکر اس سے کہنے لگا کہ میں نے یہ گھر بیچ ڈالا ہے کچھ روپے لے چکا ہوں۔ اب صرف تمہارے دستخط باقی ہیں۔ سو تم کو اب کرنے ہوں گے۔ یہ کہکر ہرنند نے قبالہ نکالکر ہری داسی کے ہاتھ میں دیا اور قلم دوات لانے کے لئے باہر گیا۔ بدبخت ہری داسی کی آنکھوں میں اندھیرا چھانے لگا اور اس کا سر گھومنے لگا اور وہ قبالہ پڑھ نہ سکی۔ اس کے ہاتھ سے وہ کاغذ گر گیا۔ اس وقت ہرنند قلم دوات لیکر گھر کے اندر آگیا اور ہری داسی سے کہا کہ اس قبالہ پر اپنا نام دستخط کر دے۔ اور اس نے اپنے تین ساتھیوں کو جو سڑک پر بیٹھے تھے گواہ بننے کے لئے اندر بلایا۔

ہری داسی یہ حال دیکھ کر ہرنند کے پاؤں پر گر کر رونے لگی کہ اب بچوں کا کیا حال ہوگا۔ ہرنند نے اس کے رونے کی کچھ پروا نہ کی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر دستخط کرنے کے لئے کہا۔ ہری داسی نے دستخط نہ کیا۔ ہرنند اور اس کے تینوں ساتھیوں نے ہری داسی کو دستخط کرنے کے لئے بہت زور دیا لیکن وہ چیخنے لگی اور اس کا چیخنا سنکر لوگ سڑک پر کھڑے ہو گئے۔ اور پڑوسیوں میں سے بعض گھر کے اندر آنے لگے۔ یہ دیکھ کر ہرنند غصے سے بھر گیا اور اس نے ہری داسی کے کلیجے میں زور سے لات ماری۔ وہ بدنصیب بے ہوش ہو کر گر گئی اور اس کے منہ سے خون نکلنے لگا۔ یہ دیکھ کر ہرنند اور اس کے ساتھی ڈر کے مارے بھاگ گئے۔

ہرنند نے گھر بیچنے کے لئے بیعانہ لے لیا تھا۔ اگر گھر کا قبالہ لکھا جاوے تو بقیہ روپیہ واپس دینا پڑیگا بیعانہ کا۔ روپیہ کچھ تو شراب پینے میں خرچ ہو گیا تھا اور باقی جوئے میں اڑا دیا تھا۔ ہرنند کو تو شراب پینے کے لئے رات دن روپے کی ضرورت ہوتی تھی۔ وہ سوچنے لگا کہ اگر گھر بیچا جاوے تو باقی ہزار روپیہ ملیگا۔ سو اس نے اپنے دل میں یہ ارادہ کیا کہ ہری داسی کا نام اپنے ہاتھ سے دستخط کر کے اور اپنے ساتھیوں کی گواہیاں قبالہ پر کرا کے رجسٹری کرا دوں تو کام بنے گا۔ چنانچہ اس نے ایسا ارادہ کیا تھا ویسا کر بھی لیا۔

ہرنند کی لات لگنے سے ہری داسی کے کلیجے میں سخت چوٹ آئی تھی۔ سو چوٹ کے سبب اس کو بخار چڑھا اور منہ سے خون نکلنے لگا۔ ہری داسی اب بستر سے اٹھ نہیں سکتی تھی۔ اس سے اٹھا بیٹھا نہیں جاتا تھا۔ پڑوسی کے ایک ڈاکٹر کے دل میں رحم آیا کیونکہ وہ اس کے باپ کا دوست تھا۔ وہ اس کی دوا کرنے لگا۔ ہری داسی کے کلیجے میں درد سخت تھا۔ ڈاکٹر سمجھتا تھا کہ کہیں گر کے اس کے کلیجے میں چوٹ لگی ہے۔ کیونکہ ہری داسی نے یہ بات کسی سے نہ کہی تھی کہ میرے خاوند نے میرے کلیجے میں لات ماری ہے۔ ایک تو

اُس کو بڑے زور کا بخار چڑھا اور منہ سے لہو بہت نکلا اور اُس کو سل کا مرض ہو گیا تھا۔ اُس کے تینوں لڑکے اُس کی چارپائی کے پاس بیٹھے تھے۔ مریضہ اُس کے دل میں یہ بات آئی کہ اب تو میری جان نکلنے والی ہے میرے ان بچوں کی کیا حالت ہوگی کون ان کو کھانے کو دیگا۔ یہ سوچکر اُس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی دھار بہنے لگی۔ بڑے لڑکے نے کہا اے ماں درمت تو اچھی ہو جاویگی اور دونوں چھوٹے لڑکے اُس کی آنکھوں سے آنسو پونچھ رہے تھے۔ اُس وقت گھر کے دروازے پر لوگوں کے شور و غل کی آواز سنائی دی۔ نوکر نے آکر کہا کہ بابو نے گھر بیچ ڈالا ہے۔ اُس کے خریدار گھر کا دخل لینے کے لئے آ رہے ہیں۔ (باقی آئندہ)

پولیس والوں اور عیسائیوں کو مکان دینے سے انکار

گو مرگ والوں نے بنسبت انم کی اصلاح دلائی تو پولیس اور لاہوری عیسائی گئے۔ ساتھیں ایسے آسمان کی فضائیں کہیں رہائش کا بندوبست کر لینا چاہیے۔ کیونکہ بل مرگ بگڑے ہیں۔ (غیر گزند رسے۔ ایڈیٹر)

ایک صاحب بطور شکایت لکھتے ہیں کہ چند روز ہوئے میں ہمراہ ہی ایک دو صاحب مرگ میں کرایہ کے ایک مکان کی تلاش میں گیا۔ ایک مالک مکان سے کرایہ وغیرہ تمام شرائط کے متعلق باہمی فیصلہ قرار پا گیا۔ لیکن بعد ازاں مالک مکان نے کہا کہ میں پولیس والوں اور عیسائیوں کو مکان نہیں دونگا۔ یعنی صرف عیسائی ہونے کی بنا پر اُس مکان دینے سے انکار کیا۔ مزید دریافت پر اُس نے کہا کہ ہمارے محلہ میں فیصلہ ہوا ہے۔ کہ کوئی شخص کسی سپاہی اور عیسائی کو مکان نہ دے۔ اس میں مکان گو سال تک یونہی خالی پڑا رہے تو مضائقہ نہیں۔ اگر صرف عیسائی ہونا کسی کو محلہ سے خارج کر دینے کے لئے کافی وجہ ہے تو ناممکن ہے کہ عیسائی مسلمان قوم کے ساتھ متحد ہونا منظور کریں۔ ہم ان ہندوستانی قوم سے جو اتحاد کا راگ گاکر مسیحیوں کو آئے دن دعوتیں دیتے رہتے ہیں درخواست کرتے ہیں کہ اصلیت معلوم کر کے جواب دیں۔ ورنہ عیسائیوں کو دعوت دینے کی جرات نہ کریں۔ اس مثال سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو جیتے تو ہی منافرت کی حالت کرتے ہیں۔ ان کو عوام میں اچھی نظر سے دیکھا نہیں جاتا۔ پولیس کی نسبت کچھ لکھنا تو دوپہر کے وقت سراج آ چراغ جلانا ہے لیکن عیسائیوں اور خصوصاً پنجاب کے عیسائیوں کے متعلق یہ کہنا بے جا نہیں کہ انہوں نے اپنی قسمت کو یورپینوں سے وابستہ کر رکھا ہے چنانچہ ریلوے ٹرینوں میں دیکھئے جو کمرے یورپین اور اینگلو انڈین لوگوں کے لئے ہوتے ہیں ان کمروں میں کسی غیر عیسائی ہندوستانی کی موجودگی ان کے لئے بے حد نہایت ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ ہمارے یہ ہندوستانی بھائی نہایت ہی دانش میں یورپین کو ان کمروں میں ہی رکھنا پسند کرتے ہیں۔ لیکن اگر ان کے دماغ آدمی یورپینوں کے ساتھ رہنے بسنے کے اخراجات کے متحمل نہ ہوسکیں یا اگر وہ صاحب لوگوں کے لئے ان کی ہمسائیگی باعث ننگ و عار ہو تو اس صورت میں ان کے لئے رہائشی مکان مہیا کرنا غیر عیسائی ہندوستانیوں کا فرض ہے ہر حال عیسائی بھائیوں کے سوشل بائیکاٹ کو ہم پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ جہاں کہیں بھی ایسی شکایات کا کوئی موقع نہیں دینا چاہیے۔ اور ان کے مرض حال کو نظر انداز کر دینا چاہیے۔ خواہ وہ کتنا ہی معاندانہ ہو۔ اس طرح رفتہ رفتہ یہ خود محسوس کرنے لگیں گے کہ ہمارا مستقبل ہندوستانیوں کے مستقبل سے وابستہ ہے نہ کہ یورپینوں کے مستقبل سے۔

مسلمان اور قشقہ

جامعہ ملت اخوان الصفا دہلی و قطعات میں کرشنا جاتا کے موقعہ پر بعض مسلمانوں نے ہندو حضرات کی تقلید میں محض اُن کی خوشنودی خاطر کے لئے اپنی پیشانی پر قشقہ لگایا جو سخت ممنوع اور ناجائز ہے جن مسلمانوں نے ایسا کیا ہے انہیں توبہ کرنی چاہیے۔ دہلی میں اخوان الصفا غیر معروف سی جماعت ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے اس کے اغراض مقاصد کیا ہیں اور ناظم صاحب کو اس وقت اس مسئلہ کے جواز و عدم جواز پر خصوصیت سے روشنی ڈالنے کی کیا ضرورت واقع ہوئی تھی۔ یہ مسئلہ ایک قسم کی مذہبی اہمیت رکھتا ہے۔ اس لئے اس کے متعلق جماعت اخوان الصفا کے بجائے جمعیت علمائے ہند سے رجوع کیا جاتا تو زیادہ اچھا تھا۔

رنگ میں بھنگ

ایک برات پر حملہ۔ دولہا زخمی ہو گیا

جمعہ کے دن ۳ بجے بعد دوپہر سکھوں نے بائیگی میں ایک ہندو کے گھر میں جو سکار روڈ پر واقع ہے۔ ذکر ماسا جبکہ رسم شادی ادا کی جا رہی تھی۔ گھس آئے۔

معلوم ہوا ہے کہ سکھوں کے مکانات کے نزدیک ہی کوئی ایک پیچ ذات ہندوؤں کے گھر ہیں۔ دو بجے جب ان میں کوئی بھی مرد نہ تھا تین سکھ ایک گھر میں داخل ہوئے۔ عورتوں نے انہیں دیکھ کر شور مچانا شروع کر دیا آواز سنکر بعدہ لوگ کے کئی اشخاص موجود ہوئے اور ان تین سکھوں کو غائب کیا۔ نصف گھنٹہ بعد سکھوں نے یہ معلوم کر کے کہ نزدیک ہی ایک شادی میں بعدہ لوگ کے بابر بھی

شمال میں وہاں کی راہ لی اور عبار دو لیا کو زدوکوب کرنا شروع کر دیا۔ کئی دیگر اشخاص کو بھی معمولک ضربیں رسید کیں۔ ایک سکھ کو گرفتار کر لیا گیا مگر جب وہ چوکی پولیس لیجایا جارہا تھا تو ایک سو تین سکھوں نے دو کانسٹبلوں پر حملہ کیا اور گرفتار شدہ سکھ کو چھڑا لیا۔ کچھ دیر کے بعد اور پولیس پہنچ گئی۔ اور کئی ایک سکھوں کو گرفتار کر لیا گیا۔

دولبا اور کئی ایک براتیوں کو پنڈت خمیو نا تھ نیپال میں بھیجا گیا۔ (ریاست)

تین پاونڈ میں ہوائی جہاز

ہوائی جہاز تمام سامان سے آراستہ بیکنی یا بخیں دو پاونڈ دس شلنگ میں دستیاب ہو سکتے ہیں۔ کمیٹی نے اس امر کے متعلق تحقیقات کی ہے اور معلوم ہوا کہ ۳ پاونڈ ۱۰ شلنگ اور ۵ پنس میں کئی ہوائی جہاز فروخت ہوئے۔ ان کی آگ اس قدر جلد لگی کہ ۷۰ عمدہ ہوائی جہاز فروخت ہوئے۔ ان میں کئی جہازوں میں راہ رو کی نشست تھیں جن کے لئے جگہ۔ اونچا ہونے بلندی اور رفتار کے آلے اور انجن نصف اسٹر ہی تھے۔ صرف انجن نصف اسٹر کی قیمت ۵ پاونڈ ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ ہوائی جہاز جنگی ٹھیکیداروں سے خرید کئے گئے تھے۔ کیونکہ موجودہ ضرورت کے مطابق یہ بیکار ہو چکے تھے (ر)

خبریں

ڈپٹی کمشنر جہلم نے حکم دیا ہے کہ ریلوے سٹیشن جہلم پر کوئی اخبارات فروخت نہ کئے جائیں۔ مبادا سٹیشن کو ضعف پہنچے۔

لارڈ سنہا جو صحتیابی کے خیال سے روانہ ہوئے تھے۔ پہلے سے بھی زیادہ بیمار ہو گئے۔ اب آپ واپس ہندوستان آرہے ہیں۔

پنڈت سنت رام دیوتی ہوگا کو باغیانہ تقریر کرنے کے جرم میں دفعہ ۱۲۴ الف کی سزا ہوئی۔ پنڈت رگھا دت کو ایک سال قید سخت۔

مشہور شاعر حق چھپونڈوی بعد مدت قید لکھنؤ جیل سے رہا کر دیئے گئے۔ پولیس والے سٹیشن تک آپ کے ساتھ گئے اور گاڑی چھوٹنے تک وہاں رہے۔

حق صاحب کو بے پیسے زاد راہ کے سٹیشن تک اپنا سامان خود سر پر اٹھانا پڑا۔ تین میل کا سفر بعد میں پیدل کرنا پڑا۔ فقط

مولینا ظفر الملک ایڈیٹر الناظر لکھنؤ لکھنؤ جیل سے رہا ہو کر کانپور ہوتے ہوئے لکھنؤ پہنچے۔ شاندار خیرمقدم کیا گیا۔

پنڈت کرشن کانت مالویہ اور پنڈت گوبند کانت مالویہ سزائے قید کاٹ کر رہا ہو گئے۔ دونوں مالوی جی کے بھتیجا اور بیٹا ہیں۔

کلکتہ کے مولانا منتظر عالم کو خلافت سوراج اور کمیٹی پر تقریر کرنے کے جرم میں بجرم بغاوت کیا گیا ۲ سال قید سخت کی سزا ہوئی ہے۔

بنگال کونسل میں ایک رزولیوشن اس مطلب کا پیش ہونے والا ہے۔ کہ مسٹر داس کو بوجہ ان کی علالت کے جیل سے رہا کر دیا جائے۔

ایک رزولیوشن یہ ہوگا کہ دیگر سیاسی قیدیوں کی سزاؤں کی دوبارہ تحقیقات کی جائے۔ دونوں رزولیوشن اہم ہیں۔

دہلی میں افواہ قرار واقعی سے پھیل ہوئی ہے کہ سول نافرمانی کی تحقیقاتی کمیٹی کے اراکین کسی نہ کسی مقام پر گرفتار کرلئے جائیں گے۔

آل انڈیا ٹریڈ یونین کانگرس کی انتظامیہ کمیٹی کا ایک رزولیوشن اس مطلب کا پاس کیا ہے کہ مسٹر

ڈر کے مقدمہ موسومہ شہنشاہ بنام مسٹر جیوری کا فتویٰ درست نہ تھا۔ اس لئے گورنمنٹ سے سفارش کی جاتی ہے کہ مسٹر ڈر کو فوراً رہا کر دیا جاوے جنرل سیکرٹری نے اس نکتہ کو بیکران کی رہائی کی درخواست کی جس کے جواب میں گورنمنٹ پنجاب نے مطلع کیا ہے کہ گورنر باجلاس کونسل اس میں مداخلت نہیں کرنا چاہتے۔

التماس

جن مسیحی والدین کے بچے سکولوں میں پڑھتے ہیں ان سے التماس کی جاتی ہے کہ وہ اپنے لڑکوں کو وائی ایم۔ سی۔ اے کے بوائز سکوٹ بالیڈے کیمپ مری میں ضرور بھیجیں جو ۳ اگست سن رواں سے ۳۱ اگست تک ہوگا۔ ایک روپیہ فی لڑکا ریلوے کا کرایہ بھی۔ کیمپ میں شامل ہونیوالا لڑکا خود اپنی جیب سے خرچ کرنا ہوگا۔ راولپنڈی سے مری تک سفر کا انتظام وائی۔ ایم۔ سی۔ اے کے سکرٹری صاحب کرینگے۔ وہی مری میں رہائش و خوراک کا بندوبست فرمائیں گے جو طلبا اس کیمپ میں شرکت چاہتے ہوں وہ مبلغ ۳ روپیہ پیشگی مسٹر ڈبلیو۔ ایم۔ بیرم صاحب سکرٹری وائی۔ ایم۔ سی۔ اے لاہور کے پاس جلد روانہ فرمائیں۔ یہ روپیہ بعد کو حساب میں دیا جائیگا۔ زیادہ تفصیل کے لئے مسٹر ڈبلیو۔ ایم۔ بیرم صاحب سکرٹری وائی۔ ایم۔ سی۔ اے لاہور سے دریافت کرو۔

سوامی کرشنانند کو ساہیوال جیل سے رہا کر دیا گیا۔ آپ نے ٹرینی کالج احمد آباد کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میں گورنمنٹ نے پولٹیکل اور معمولی قیدیوں میں کوئی فرق نہیں رکھا جیل کی خوراک اتنی خراب تھی کہ کئی دفعہ میں نے اور میرے دوستوں نے

(بقیہ مضمون صفحہ ۲ سے آگے) بجری کیوں لگے۔ اور مسلمان بھائی ہماری تحریر کو اسلام کے حق میں خوشامدانہ تقریر ہی کیوں نہ سمجھیں۔ مگر یہ بات کہتے ہوئے ذرا بھی نہیں ہچکچاتے کہ جب ہم قرآن مجید کی اصل عبارت عربی پڑھتے ہیں۔ اور بعد اس کے اس احمد شاہی ترجمہ کو مطالعہ کرتے ہیں تو سچ مچ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا جس نے قرآن مجید کو نازل فرمایا ہے ہم سے یوں بول رہا ہے جیسے خداوند یہوواہ کوہ طور پر حضرت موسٰے سے اوّل سے آخر تک اس ترجمہ کو پڑھا جائے۔ کہیں شبہ تک نہ ہوگا کہ یہ ترجمہ کسی مسلمان نے کیا ہے یا خود مصنف قرآن نے بے اختیار زبان کہہ اٹھتی ہے کہ

ذالک الکتاب لاریب فیہ

اگر آپ کو یقین نہ ہو تو سو خرچ کر کے اس کو منگائے اور ہم خرما و ہم ثواب کا لطف اٹھائیے۔ میں اعتقاد رکھتا ہوں کہ شاعر کو بھی الہام ہوتا ہے۔

سری کرشن آریہ نہ اردو

سنسکرت دان ہندو بھائیوں کے فائدہ کے لئے آپ نے قرآن مجید کا ہندی سلیس میں بھی ترجمہ کیا ہے۔ اس میں آپ کی محنت قابل داد ہے۔

پنجاب ریلیجیس بک سوسائٹی لاہور سے درخواست کرنے پر دونوں ترجمے مل سکتے ہیں۔

کیدار ناتھ منت (از کانپور)

سنگھوئی ضلع جہلم میں مسیحی خدمت

قصبہ سنگھوئی کے معنے سنگھاں دی ہوئی جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ گاؤں پہلے ہیں قوم گکھڑ کے قبضہ میں تھا اور بعد، راجہ رنجیت سنگھ صاحب والئے پنجاب کے عہد میں سکھوں کے قبضہ میں آگیا۔ اس واسطے اس بستی نے نئے حاکموں سے نیا نام حاصل کیا جیسا کہ شروع میں بیان کیا گیا ہے۔ اس جگہ یونائیٹڈ امریکن مشن کی طرف سے بہت مدت سے کام جاری ہے۔ لیکن کوئی پھل نظر نہیں آیا۔ اگرچہ مشن کا بے شمار روپیہ خرچ ہوا جہاں تک معلوم ہوا ہے یہی وجہ سننے میں آئی ہے کہ گذشتہ مسیحی خادموں نے سوائے سکول کے کام کے اور کام کی چنداں پرواہ نہیں کی۔ لیکن خدا کا شکر ہو کہ گذشتہ سال مسٹر ڈبلیو۔ ایم۔ مورادیا صاحب یہاں ہیڈ ماسٹر مقرر ہو کر آئے۔ جنہوں نے علاوہ سکول کے کام کے مذہبی کام میں بھی دلچسپی ظاہر کی۔ انہوں نے باقی مسیحی استاد صاحبان کے ساتھ مل کر سبت کی عبادت آپ نے گھر ہی شروع کی۔ لیکن یکم اپریل سن رواں سے جماعت کو یہاں کام کرنے کا موقع ملا ہے۔ سو اب ہم نے سکول کے ہال کمرہ میں باقاعدہ طور پر سبت کی عبادت اور سنڈے سکول جاری کر دیا ہے جس سے نہ صرف مسیحیوں کو ہی روحانی فائدہ ہوا بلکہ غیر مسیحیوں کو بھی کلام کے سننے اور سیکھنے کا موقع مل جاتا ہے کیونکہ وہ ہماری عبادت اور سنڈے سکول دونوں میں حصہ لیتے ہیں۔ عبادت اور سنڈے سکول کا کمرہ سب کے واسطے کھلا رہتا ہے اور کسی کو مجبور نہیں کیا جاتا۔ بلکہ لوگ خوشی سے آتے اور بیٹھتے ہیں۔ چنانچہ آجکل ہماری حاضری ۲۰ اور ۳۰ کے درمیان ہوتی ہے اور سب سے بڑی حاضری جو اب تک ہوئی۔ گذشتہ سبت یعنی ۱۸ جون ۱۹۲۲ء کو تھی جو کہ ۴۲ کے اعداد سے پکاری جا سکتی ہے۔

یہاں مشن کی طرف سے ایک اینگلو ورنیکلر مڈل سکول عرصہ دراز سے جاری ہے جس میں تعداد طلباء بھی ۱۲۵ و ۱۵۰ سے زیادہ نہ تھی اور گذشتہ سالوں میں مقابلہ پر خالصہ سکول کھلنے کی وجہ سے اور بھی سکول بدنام اور تعداد میں کمزور ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ پادری کیمل صاحب کے وقت مینیجری میں سکول کو یہاں تک ضعف پہنچا کہ طلباء ۴۴ کل سکول میں رہ گئے۔ مینیجر موصوف نے ہیڈ ماسٹر صاحب کو حکم دے دیا تھا کہ روز وقت مقررہ پر سکول میں آؤ۔ وقت پر گھنٹی بجاؤ اور کام کر کے وقت پر چھٹی کرو۔ سکول پرواہ نہیں کہ رہے کہ صرف ۴۰ میں تنخواہ میں رد لگا ہو۔ ۱۹۱۸ تک سکول کی یہی حالت رہی اور استادوں کو تنخواہ ملتی رہی۔ اس صبر اور استقلال کے بعد پھر سکول اسی رونق پر آ گیا۔

جب سے ہیڈ ماسٹر صاحب موصوف سکول ہذا میں مقرر ہوئے ہیں سکول نے خاص ترقی کی ہے طلباء امسال تعداد میں ۱۰۰ ہیں اور تمام علاقہ میں سکول کی نامور مشہوری اور صلح کل کا چرچا ہے جس سے خدا باپ کی تعریف اور جلال ظاہر ہوتا ہے۔ چونکہ اس علاقہ میں انجیل کی اشاعت کا صرف طریقہ جو ہماری سمجھ میں آتا اور گذشتہ مشنری صاحبان نے تسلیم کیا اور اختیار کیا۔ تعلیمی کام ہے اس واسطے لازمی معلوم ہوتا ہے کہ مشن اس کام کی طرف زیادہ توجہ دے اور آمدنی کا خیال اس ضلع اور فرنٹیئر کے علاقہ جات کیواسطے نہ کرے۔ کیونکہ تجربہ صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ اگر مذکورہ ۱۹۱۸ میں استقلال اور صبر کو چھوڑ کر آمدنی کی کمی اور خرچ کا خیال کر کے سکول بند کیا جاتا تو یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا کہ سکول ترقی حاصل کرتا اور سکول کے وسیلے سے انجیل کی اشاعت کی زیادتی ہوتی اور کہ باقاعدہ سنڈے سکول اور سبت کی عبادت شروع ہوتی۔ اس واسطے مشن کو چاہئے کہ جہلم دریا سے پار کے تمام علاقہ جات

میں ہمیں مدد ہو سکے اپنے سکول جاری کر کر اپنے مسکین کارندے مقرر کرے جو کہ تعلیمی کام کے ذریعہ سے بشارتی کام بھی کر سکتے ہیں۔

آخر میں تمام مسیحی بھائیوں اور ناظرین اخبار ہذا کی خدمت میں التماس ہے کہ سنگھوئی کے کام اور کارندوں کو اپنی پر وسا شدہ دعاؤں میں یاد رکھیں۔ تاکہ خدا باپ ہماری مدد کرے اور اپنی خدمت میں مناسب طور پر استعمال کرے اور کہ وہ دن جلد آوے جب کہ اس تمام علاقہ میں خدا کا جلال ظاہر ہووے اور کہ سنگھوئی میں باقاعدہ جماعت قائم ہو کہ روحانی اور تعدادی حالت میں ترقی کرے۔

از قلم۔ دعا گو ولیم مسیح مشن سکول سنگھوئی ضلع جہلم۔

التماس

لودھیانہ پریسبٹری کی کلیسیاؤں کے پاسٹر اور تمام ڈسٹرکٹ مشنریوں اور دیگر احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ از راہ شفقت پریسبٹریل ہوم مشن کے متعلق اپنا اپنا چندہ جلد ادا کریں کہ خزانہ میں گھاٹا نہ پڑ جائے۔ مزید ملتمس ہوں کہ پریسبٹریل اور سنڈ اور جنرل اسمبلی کے فنڈوں کے لئے بھی شکریہ سالانہ چندہ ضرور عنایت کریں کیونکہ ان فنڈوں میں ابھی گھاٹا نظر آرہا ہے۔ وعدہ کے انجام میں ستی ہو۔

خادم۔ پی۔ سی۔ اپل۔ خزانچی۔ لودھیانہ پریسبٹری

لیڈی ڈاکٹر و کمپونڈر کی ضرورت ہے

شری کرشن زنانہ ہسپتال گوجرانوالہ کے لئے ایک لیڈی ڈاکٹر یا لیڈی کمپونڈر کی ضرورت ہے۔ کوارٹر مفت ملیگا۔ تنخواہ حسب لیاقت۔ تمام درخواستیں مع سرٹیفکیٹ کے آنی چاہئیں۔

ڈاکٹر دیا چند۔ چیف میڈیکل افیسر
شری کرشن ہسپتال۔ گوجرانوالہ

کرسچن بک سٹور لودھیانہ

اُردو کی پہلی کتاب	۲ر		رومن پنجابی پرائمر	۱ر	
" دوسری "	۳ر		تہوار	۸ر	
صحت جسمانی	۴ر		اسلام یا مسیح	۱ر	
تیر بہدف	۱ر		ینابیع الاسلام	۳ر	
مسئلۂ تخلیق	۲ر		ویدوں کی اصل	۳ر	
صراط المستقیم	۴ر		دو سوال	۳ر	

المشتہر

مینجر کرسچن بک سٹور لودیانہ

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیاوی تعلیم کے لئے جاری ہے۔ شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقعہ ہے۔ اس کے متعلق سوا دو اور بورڈنگ ہاؤس۔ خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجاگھر۔ جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول
بٹالہ ضلع گورداسپور۔

جو نامہ نگار صاحبان کم از کم ایک ماہ میں ایک مضمون نور افشاں کے لئے ارسال فرمائینگے۔ انہیں اخبار کی قیمت معاف ہوگی۔

کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودیانہ

۱۸۶۰ء سے قائم ہے

یہ بورڈنگ سکول مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصہ سے جاری ہے۔

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے پہلی اپریل ۱۹۲۱ء سے تین جماعتیں دو پرائمری کی ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔

۱۳ سال کے طالب علم برائے حصول تعلیم سنٹرل مشن ہائی سکول میں داخل ہو سکتے ہیں۔

خرچ بچوں کا ایک روپیہ پرائمری فی طالب علم چھ روپیہ اور مڈل پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس سرکاری فیس کا نصف ہے۔ خرچ جیب اور حجامت کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں چوب کشا امسے مالہ کرو کر دل عمدہ سے عمدہ بنایا جاتا ہے۔ مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

مژدہ

مینجر نور افشاں کی طرف سے مشتہر کیا جاتا ہے کہ جو خریدار ایک نیا خریدار نور افشاں بنا کر اس کا پتہ مینجر کے دفتر میں بھیجدیوے اور اس کے نام پر نور افشاں کم از کم ایک سال کے لئے جاری کرا دیوے تو اسے خریدار کو ایک ماہ مفت اخبار دیا جائیگا۔

مینجر نور افشاں

پادری ڈبلیو۔ جے۔ کلارک صاحب ایم۔ اے مینجر نور افشاں امیریس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا۔